ڈاکٹر نذیر احمد،

ساتویں صدی ہجری کا ایک اہم مجموعۂ رباعیاتِ فارسی

یعنی

سفینۂ نزھة المجالس

نزھة المجالس ساتویں صدی ہجری کا فارسی رباعیات کا ایک اہم مجموعہ ہے جو کم و بیش تین سو شعرا کی رباعیات پر مشتمل ہے، یہ مجموعہ فارسی شعر کی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دراصل فارسی شعر و ادب کے مطالعے میں اشعار کے مجموعوں کی جو بیاض، سفینہ، جُنگ ۱ وغیرہ مختلف ناموں سے جانے جاتے ہیں خصوصی اہمیت ہے۔ ان کے ذریعے بعض گمنام شاعروں کا کلام ہاتھ آتا ہے، اور بسا اوقات مشہور شاعروں کے کلام کے تعین و تصحیح میں مدد ملتی ہے، بعض حالتوں میں الحاق جیسے نازک اور پیچیدہ معاملے میں خاصی مدد مل جاتی ہے۔

فارسی زبان میں متفرق و منتخب اشعار کی جمع آوری اور ترتیب کی روایت قدیم ہے۔ یہ مجموعے سفینہ، بیاض، جُنگ کہلاتے ہیں اور کبھی کبھی کسی مخصوص عنوان کے تحت یہ مجموعہ ترتیب پاتا ہے۔ اگرچہ ان مجموعوں کی اہمیت تذکروں سے کم نہیں، تذکروں سے شاعروں اور ادیبوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور بیاضوں سے ان کے کلام تک رسائی ہوتی ہے، لیکن جدید محققین و مؤرخین

۱۔ جُنگ چینی میں بڑی کشتی کو کہتے ہیں، فارسی میں یہ لفظ کشتی اور بیاض کے معنی میں استعمال ہوا، عربی لفظ سفینہ کے بھی معنی ہیں۔

شعر و ادب پر یہ راز اب تک نہیں کھل سکا ہے، یہی وجہ ہے کہ فارسی تذکروں پر تو کافی توجہ دی گئی ہے، ان میں اکثر ایڈٹ ہوکر شایع بھی ہو چکے ہیں، مگر بیاضیں اور سفینے محققین کی توجہ کے جاب کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد امین ریاحی نے جنھوں نے نزهة المجالس کا نہایت نفیس ایڈیشن شایع کیا ہے، اس کے مقدمے میں بجا طور پر لکھا ہے:

"دراینجا این نکتہ را باید بگویم کہ غنی ترین دستمایۂ تحقیق دربارۂ شاعران از یاد رفتہ و آثار برباد رفتۂ نخستین دورہ های شعر فارسی جُنگهای کہنی است کہ از اواخر قرن هفتم تا اواخر قرن هشتم کتابت شدہ نزدیک بہ پنجاہ تا از آنہا را می شناسیم و همین تعداد نیز آنهائی است کہ دیر تر کتابت شدہ ولی نام و آثار شاعران کہن را در بر دارد و ارزش اینها کمتر از تذکرہ ها نیست، سعید نفیسی و نذیر احمد تعدادی از آنها را معرفی کردہ اند و مرحوم مینوی شماری از آنها را از ترکیہ عکس گرفتہ اند کہ مشخصات آنها در فہرست میکرو فیلمهای دانشگاہ هست۔" (ص ۵۴)

نزهة المجالس ڈاکٹر محمد امین ریاحی کی ترتیب و تصحیح سے ۱۳۶۶ میں تہران سے شایع ہو چکی ہے۔ یہ اشاعت تنقید متن کا نہایت قابل تقلید نمونہ ہے، اس مجموعے میں ۴۱۳۹ رباعیاں ہیں۔ آخری حصے میں ایک قصیدہ ہے جو مرتب نزهة المجالس نے اپنے ممدوح شروان شاہ فریبرز گشتاسپ (۶۲۲ - ۶۴۹) کی مدح میں لکھا تھا۔۱ مرتب کا تخلص خلیل شروانی ہے، پورا نام جمال الدین خلیل معلوم ہوتا ہے۔ اس کا نام خود اس سفینے میں متعدد بار آیا

۱- ص ۶۱۳

ہے۔ قصیدے کی اہمیت کے پیش‌نظر اسے یہاں درج کیا جاتا ہے:

"این قصیده در مدح خدایگان عالم خاقان اکبراکرم شروانشاه معظم خلدالله سلطانه گوید و ذکر سفینه کند:

نگارینا چو بیماری تو کرا باشد کرا باشد
چو تو غمخوار و دلداری کجا باشد کجا باشد
چو تو غمخوار و دلداری، چو تو یار وفاداری
نه بر روی زمین باشد نه بر اوج سما باشد
ز مستی چشم مخمورت به غمزه ریخت خون من
بریزد خون من زینسان اگر هشیار وا باشد
کشم بر تن بلای تو ز دل جویم رضای تو
به جان دارم وفای تو اگر در تو وفا باشد
بدان امید ماند ستم چنین زنده که هم روزی
لبت باشد به کام من دریغا گوئیا باشد
بهم افتیم یک ساعت من و تو دوبدو، نه نه
خطا گفتم خطا گفتم چنون دولت مرا باشد؟
صبا آرد مرا گه گه نسیم زلف مشکینت
از آن روی است کانس من ز عالم با صبا باشد
بدان کز لعل جان بخشت بکام دل رسد روزی
دل محروم مظلومم همه شب در دعا باشد
سده وعده بروی خود فزونم کانتظار آن
نباشد در خور آن کس را که مرگش در قفا باشد
اگر جان خواهی از من تو جز "آری" نشنوی از من
چو بوسی خواهم از تو من، جوابم "نه" چرا باشد

چو راضی گشته ام از تو به دشنامی چرا ندهی
بگو در مذهب خوبان چنینها کی روا باشد
خلیل دلشده یارب گرفتار فراقت باد
اگر چندانکه بتواند ز وصل تو جدا باشد
چو گفتم حسب حال خود کنم مدح شهنشاهی
که جز مدح و ثنای او سخن گفتن خطا باشد
شه شروان علاء الدین فریبرز گزین کو را
اگر جمشید هم خوانی ور افریدون سزا باشد
فلک هرگز نباشد کور با چندین هزاران چشم
اگر از خاک پای او فلک را توتیا باشد
نگردد هر شبی باری چو روز روشنش گیتی
اگر خورشید انور را چو رای او ضیا باشد
عطارد گر شبی آید به بزم جنت آئینش
به پیش پایهٔ تختش چو من مدحت سرا باشد
چو راند بر زبان در خواب نام دست او شاید
چو زهره کاروبار او همیشه بانوا باشد
چو سوی عالم علوی کند عزم سفر قدرش
نخستین منزلی او را حریم کبریا باشد
کسی گآرد در اندیشه خلاف رایش اوّل کس
که قصد خون او دارد ازین گیتی، قضا باشد
ایا شاهی که سال و ماه و روز و شب هم جائی
ترا فتح و ظفر دایم ز تائید خدا باشد
ز بهر مجلس خاصت نبشتم این سفینه زانک
به بزم خرمت که که مگر یادی زما باشد
سفینه خواندمش نه نه غلط کردم که دریاییست
که سنگ و خاک و ریگ او عقیق و کهربا باشد

اگر در ہیچ دریائی مگر در دست دُر بخشت
ازینگونہ سفینہ ہست یا بودست یا باشد
ہم گفتار و کردارم بہ عالی بارگاہ تو
ہم ژاژ و ہم لحن و ہم حشو و خطا باشد
اگر بنوازدم یک رہ قبول تو خداوندا
بر ارباب ہنر بندہ ازان پس پادشا باشد
اگر لفظی خطا باشد دو جا از من خطا مشمر
نخاصہ چون تو میدانی کہ مارا عذرہا باشد
ہمیشہ تاکہ پشت چرخ دون پرور ہم سالہ
چو پشت من ز بار غم ازین گونہ دوتا باشد
چنان بادا ز دور چرخ کار تو در این شاہی
کہ شاہ چرخ پیوستہ بہ پیش تو گدا باشد"

یہ قصیدہ شاعرانہ اعتبار سے کمتر درجے کا ہے، لیکن اس کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ مجموعہ جس کو مرتب سفینہ کہتا ہے، شروان شاہ علاءالدین فریبرز کے عہد میں تیار ہوا تھا۔ شروان شاہ مذکور شروان شاہان کے سلسلۂ پنجم یا سلسلۂ خاقانیان کے گروہ دوم بنی کسران ۱۰ سے تھا اور وہ اس سلسلے کا پانچواں حکمراں تھا جس نے ۶۲۲ھ تا ۶۳۹ھ حکومت کی تھی، اس سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ جاتی ہے کہ سفینۂ مذکور ۶۲۲ھ اور ۶۳۹ھ کے درمیان مکمل ہوا ہوگا، البتہ بخوبی ممکن ہے کہ اس میں اس تاریخ کے بعد بھی اضافے ہوئے ہوں۔ اس تقریبی تاریخ میں کسی شبہے کی گنجائش نہیں۔ ڈاکٹر امین ریاحی مصحح

---

۱ - فرہنگ معین : ج ۵، ص ۹۰۱ -

نزهۃ المجالس کو اس سلسلے میں کچھ تذبذب ۔۱ اس بنا پر ہے کہ اس میں ایک رباعی صاحب سعید ۔۲ شمس‌الدین کے نام سے ہے جس کو وہ خواجہ شمس الدین صاحب دیوان جوینی وزیر ہلاکو، اباقا خان اور تکودار سمجھتے ہیں۔ یہ وزیر ۶۸۳ھ میں ارغون شاہ کے حکم سے قتل ہوتا ہے۔ اس بنا پر ڈاکٹر موصوف کو خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہ رباعی ۶۸۳ھ کے بعد شامل ہوئی ہو۔ ان کے بقول، صاحب سعید ۔۳ کا فقرہ صاحب دیوان کے فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ بہرحال چونکہ امکان اس کا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ فقرہ خود مرتب نزہۃ المجالس کا نہ ہو بلکہ کاتب نسخہ کا ہو، اس لیے ۶۴۹ھ کے قبل کی تقریبی تاریخ ترتیب کے بارے میں شبہہ باقی نہیں رہ جاتا۔

نزہۃ المجالس کا مرتب خلیل شروانی ہے۔ اس مجموعے

۱۔ مقدمہ نزہۃ المجالس ص ۴۷، نزہۃ المجالس ڈاکٹر محمد امین ریاحی کی تصحیح و ترتیب سے ۱۳۶۶ شمسی میں انتشارات زوار کی طرف سے شایع ہوئی۔ اس کا مقدمہ جو ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے، مرتب کی بہترین علمی و تحقیقی صلاحیت کا آینہ‌دار ہے، کتاب کی نفیس طباعت بھی نہایت جاذبِ نظر ہے۔

۲۔ محمد بن بدر جاجرمی نے اپنے والد بدر الدین جاجرمی کے قصیدوں کے عنوان میں شمس‌الدین اور ان کے والد بہاءالدین کو صاحب سعید لکھا ہے مثلاً مدح صاحب سعید سلطان الوزراً شمس الدنیا و الدین صاحب دیوان، طاب ثراہ (مونس الاحرار ج ا ص ۱۰۶)فی مدح صاحب السعید الشہید خواجہ شمس‌الدین صاحب دیوان طاب ثراہ (ایضاً ص خ)

۳۔ صاحب سعید، بظن قوی صفت موصوف نہیں، سعید اسم فاعل

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

میں اس کی ۱۷۹ رباعیاں -۱ اور ایک قصیدہ درج ہے۔ مجموعے میں اس کا اپنا نام سات طرح سے لکھا گیا ہے: خلیل، جمال خلیل، خلیل شروانی، جمال شروانی، جمال الدین خلیل، جمال خلیل شروانی، جمال الدین خلیل شروانی۔ بظن قوی اس کا پورا نام جمال الدین خلیل شروانی ہوگا، اس کا وطن شروان اور تخلص خلیل تھا، یہی تخلص قصیدے میں آیا ہے۔

خلیل کہنہ مشق شاعر معلوم ہوتا ہے۔ رباعی اس کی محبوب صنف تھی، چنانچہ اس صنف میں اس کا کافی کلام باقی ہے، ۱۷۹

۱- ان میں رباعیاں دوسرے شاعروں کے نام سے بعض کتابوں میں نقل ہیں، مثلاً رباعی (شمارہ ۳۲۱۴) کشف الاسرار (ج۴ص-۱۷، ج ۷ ص ۵۳۹) میں درج ہے، کشف الاسرار چھٹی صدی ہجری کی ہے، اس بنا پر اس کا انتساب مؤلف نزھۃ المجالس کی طرف مشکوک ہے، رباعی ۱۱۱۳ دیوان سنائی (مصفا) ص ۶۱۲ میں نقل ہے، رباعی ۲۸۱۷ تمہیدات ہمدانی (ص ۱۲۲) میں درج ہے (نزھۃ ص ۶۸).

(صفحہ ۲۳۲ کا بقیہ حاشیہ)

ہے، اس پر صاحب نہیں آسکتا، فارسی میں صفت متوالی کا استعمال بدون واو عاطفہ متداول ہے جیسے "عالم عادل موید مظفر منصور" جوامع الحکایات ص ۱۷۲، اس کتاب میں نظام الملک جنیدی کی دو صفتوں یعنی صاحب عادل کا استعمال بالتکرار آیا ہے: صاحب عادل نظام الملک عالی رتبتی الخ ص ۷۶، صاحب عادل نظام الملک دستوری کہ ہست الخ ص ۱۵۹، صاحب عادل نظام الملک عالی اقتدار ص ۱۹۳، نیز دیکھیے ص ۳۸۹، ۴۲۲، ۵۷۹ وغیرہ، نیز رک مونس الاحرار ۲: ۸۱۸ صاحب عادل جلال الدین جہان معدلت۔ دوسری طرف صاحب سعید کا فقرہ یا دو الفاظ مونس الاحرار میں بار بار آئے ہیں، ان میں سے چند ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

رباعیاں جو باقی رہ گئی ہیں وہ شعری اعتبار سے اس کے قصیدے سے بہتر ہیں۔ چند نمونے یہاں درج کیے جاتے ہیں :

تا از قد و عارض تو ای شمع چگل
کردند گل و سرو طراوت حاصل
تا سرو بود همیشه گیرد بالا
تا گل باشد همیشه باشد خوشدل

رخسار تو از جهان خوشم می آید
لعلت ز میان جان خوشم می آید

(صفحہ ۲۳۳ کا بقیہ حاشیہ)

صاحب سعید خواجہ جلال بن خواجہ رشید ۲ : ۸۱۷، صاحب سعید شہید خواجہ شمس الدنیا والدین صاحب دیوان طاب ثراہ ۲: ۸۲۲، صاحب سعید خواجہ بہاءالدین صاحب دیوان طاب ثراہ ۲: ۸۲۳، صاحب سعید خواجہ بہاءالدین صاحب دیوان علیہ الرحمہ" ۸۲۶:۲، در تاریخ شہادت صاحب سعید شہید خواجہ شمس الدین صاحب دیوان جوینی ۲: ۸۳۶، در تاریخ وفات صاحب سعید علاءالدولہ" والدین عطا ملک (ایضاً)، صاحب سعید شہید خواجہ شمس الدین صاحب دیوان طاب ثراہ الخ ۲: ۸۸۵ ؛ صاحب سعید جلال الدین محمود شاہ ۲: ۸۸۷، صاحب سعید شہید شمس الدین صاحب دیوان طاب ثراہ ۲: ۸۸۸ — میری ناقص رائے میں صاحب سعید صفت موصوف نہیں بلکہ دو صفت متوالی ہیں، اس لیے کہ سعید اسم فاعل پر صاحب کا اضافہ بے معنی ہے۔ اگرچہ شہید سے بظاہر مراد وہ شخصیت ہے جو فوت ہوئی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

می دارد نسبتی بہ چشمت ، نرگس
زین نرگس شوخ از آن خوشم می آید

یک رہ بہ چمن خرام ای چشمہ نوش
ای پیش رخت لالہ چو من رفتہ ز هوش
تا از گل و سوسن و بنفشہ بینی
از شوق تو صد هزار گویا خاموش

بستان کہ مثال آن رخ زیبا اوست
پیوستہ مفرح دل شیدا اوست
خوشبو شد و بنفش بدان سان گوئی
کز طرہ و زلف او نسیمی با اوست

(صفحہ ۲۳۴ کا بقیہ حاشیہ)

اور جس کو شہادت بھی نصیب ہوئی، اور سعید سے مراد نیک بخت ہے۔ مقدمۂ دیوان حافظ میں بھی یہ دونوں لفظ ساتھ ساتھ اس طرح آئے ہیں: مولانائے معظم مرحوم سعید شہید ، مفخر افاضل العلماء . . . شمس الدین محمد حافظ (ص ۵ طبع جلالی و نذیر احمد) ، اس سلسلے میں دو چیزیں قابل توجہ ہیں (۱) سعید شہید کے ساتھ صاحب نہیں ہے ، (۲) حافظ شہید نہیں ہوئے تھے ، یہاں مراد وہ عالم ہے جس کے پیش نظر سارے علوم ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ صاحب سعید سے بظاہر مرحوم مراد نہیں لیے جا سکتے ہیں جیسا کہ مقدمہ نزہۃ المجالس میں ہے۔

خطت که دلم راحت جانش خواند
وز لطف طراز گلستانش خواند
خطی است مسلسل وز روی معنی
خوشتر خرد از آب روانش خواند

رویت که ز صد گونه لطافت دارد
شاید که دل مرا در آفت دارد
سلطان لبت لباس عباسی را
پوشید مگر سر خلافت دارد

فریاد ز خط دلستانی که تراست
زان ملک عظیم کامرانی که تراست
گرد رخ تو آب حیات است عجب
بر آب خطی بدین روانی که تراست

گفتم چه سبب ماه تو درمیغ گریخت
بر گرد رخت غالیه بر عاج که بیخت
گفتا که چو مشاطه بیاراست مرا
از هوش برفت و سرمه بر آینه ریخت

گفتم که رخ ترا تباهی باشد
زان طرفه خطت گرچه الهی باشد
گفتا لاله ست روی من عیبی نیست
پیرامن لاله ار سیاهی باشد

با روی تو گفتم که بهشت آئین بود
کافورِ تو جانا چه سبب مشکین بود
گفتا هرکس نه سرنبشتی دارد؟
از عالم غیب سرنوشتم این بود

ای شمع نگر به سوز من ننشینی
بوش رخ دلفروز من ننشینی
وز عارض یار خیره در خط نشوی
تا ناگاهی به روز من ننشینی (ص ۳۲۳)

مولانا خلیل شروانی کے نام سے حسب ذیل غزل مونس‌الاحرار جاجرمی میں نقل ہے، ڈاکٹر محمد امین ریاحی کا قیاس درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ غزل نزہۃ المجالس کے مرتب کی ہوگی:

نسیم زلف آن دلبر اگر بر ما گذر کردی
دل سرگشتهٔ ما را ز مستی بی خبر کردی
وگر عکسی ز رخسارش فتادی بر منِ حیران
بمهر خود چو خورشیدم همه نور و نظر کردی
بخنده گر سخن گفتی بناز ار چهره بنمودی
بعشق اندر سراپایم همه سمع و بصر کردی
خیال روی او یک شب به وصل ار وعدهٔ دادی
دل پر خار من چون گل ز شادی هفت پر کردی
ز روی اوست کار دل به سامان گر نه دبرستی
که زلفش کاروبارم را همه زیر و زبر کردی

دلم را روی او هردم ز خود می بخشد آرامی
وگرنہ زلف او هردم مرا آشفتہ تر کردی
خلیل اندر جہان تن ببوی وصل می باشد
اگرنہ بوی او بودی ازین عالم سفر کردی
(۱۰۶۰ : ۲)

نزهۃ المجالس کا صرف ایک ہی نسخہ کتابخانۂ سلیمانیہ استنبول میں موجود ہے ، اس کا کاتب اسماعیل بن اسفندیار بن محمد بن اسفندیار ابہری اور تاریخ کتابت ۲۵ شوال ۷۳۱ ہجری ہے جیسا کہ نسخے کے آخر میں اس طرح آیا ہے :

تمت نزهۃ المجالس فی الاشعار بحمدالله الواهب القهار علی ید العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربه اللطیف اسمٰعیل بن اسفندیار بن محمد بن اسفندیار الابهری اصلح الله شانہ و صانہ عمن شانہ فی یوم الخمیس وقت الظهر من خامس عشرین شوال سنۃ احدی و ثلثین و سبعمائۃ و السلام علی من اتبع الهدی

نزهۃ المجالس میں ۱۷ باب ہیں اور بعض باب چند نمط میں منقسم ہیں۔ ابواب کی فہرست یہ ہے:

اول در توحید و عرفان (پانچ نمط، نمط اول محذوف)
دوم در مدح و دعا (دو نمط)
سوم در شمع و شاهد
چهارم در خمریات (دو نمط)
پنجم در سماع (دو نمط)
ششم در فصلها (دو نمط)
هفتم در ترانہها کہ در ترسلات بکار آید
هشتم در عشق و صفت عشق

نہم در دل و احوال آن
دھم در غم و شکر و شکایت از غم
یازدھم در اوصاف و افعال معشوق (۱۴ نمط)
دوازدھم در عشق (۱۲ نمط)
سیزدھم در وصال (۱۰ نمط)
چہاردھم در فراق (۱۷ نمط)
پانزدھم در معانی حکیم عمر خیام
شانزدھم در احوال سالکان
ھفدھم در شکایت از افلاک
قصیدہ در مدح شروان شاہ
رباعیات متفرقہ

اس سفینے میں جن شعرأ کا کلام شامل ہے وہ یہ ھیں: -۱
ابو البرکات، ابوالحسن طلحہ، ابوالحسن علی، ابو حنیفہ اسکاف، ابو سعید ابوالخیر، ابو شرف، ابوالعلا شاہور، ابوالعلای، ابوعلی سینا،

۱- سعید نفیسی نے تاریخ نظم و نثر در ایران (اسفند ۱۳۴۴) میں اس سفینے کو متعارف کرایا ہے اور ۳۱۸ شعرأ کی فہرست درج کی ہے، دوبارہ آقای دانش پژوہ نے مجلہ راھنمای کتاب (سال ۱۳۵۱،۱۵) میں اس سفینے کے شاعروں کی فہرست شہروں کے اعتبار سے شایع کی ہے، ان کے یہاں بھی شعرأ کی تعداد ۳۱۸ ہے۔ ڈاکٹر محمد امین ریاحی نے اس فہرست میں سے بعض نام جو مکرر آگئے تھے، نہایت قابلیت سے خارج کیے اور ہر شاعر کا باقاعدہ تعین کیا۔ اس فہرست میں کل ۲۸۹ شاعر نکلے۔ مقدمے کا یہ حصہ جو ۴۹ صفحے (۵۳-۱۰۱) پر پھیلا ھوا ہے مرتب کی تنقیدی و تاریخی صلاحیت کا بہترین مظہر ہے۔

ابو الفرج رونی ، ابو الفضل تبریزی ، ابو القاسم ، قاضی ابو المجد ، ابو المعالی رازی، اثیر اخسیکتی ، اثیر اومانی، احمد جام، احمد غزالی، اختیاری، ادیب ابوبکر ، ادیب صابر ، اسد قزوینی، اسدی ، اسماعیل باخرزی، اسماعیل فارسی، اشهری، اطلسی، افضل اسفرائینی، افضل کاشی، انوری، اوحد کرمانی، بختیار شروانی، بدر تفلیسی، بدرالدین داود، بدرالدین محمود، بدر قوامی، بدر محرمی، بدیع بیلقانی ، برهان گنجۀ ، بهاء شروانی، بهاء لاغری ، پسر افضل ، پسر حافظ، پسر خطیب گنجۀ ، پسر سلم ؟ گنجۀ ، پسر قاضی دربند، پسر قاضی قزوین، تاج‌الدین اشنوی ، تاج خلاطی ، تاج‌الدین خواری : تاج زنگانی ، تاج صالم ، تاج قراسی قزوینی ، تاج کاشی، تفلیسی شروانی ، جلال خواری، جلالی ، جمال اصفهانی، جمال ؟ جمال الملک ، جمال بخاری ، جمال خجندی ، جمال خوئی ، جمال سرخسی، جمال سقا ، جمال خلیل شروانی ، جمال حاجی شروانی، جمال عصفوری، جمال عمر ، جمال غزنوی ، جمال گنجۀ ، جمال محوی ، جمال ملک شاه، جهان گشتر ، حدیثی، حسین سقا، حسین هزار مرد، حمید بلخی، حمید تبریزی، حمید شروانی، حمید گنجۀ ، خاقانی شروانی، خطیر ابو زید ، خطیر جربادقانی ، خلیل خراسانی ، خوارزم شاه، خوافی، خیام، دختر حکیم کاو ، دختر خطیب گنجۀ ، دختر سالار ، دختر ستی، دختر سجستانی، رشید بیلقانی، رشید خواری، رشید سمرقندی، رشید شروانی، رشید گنجۀ، رشید وطواط، رضی گنجۀ ، رضی‌الدین نیشاپوری، رضیه گنجۀ ، رفیع بکرانی ابهری، رفیع لنبانی، رکن خوئی، رئیسی، زاهد، زکی اکاف، زکی مراغۀ ، ساوی، سجاسی ، سراج اسدآبادی، سراج قمری، سعد سمرقندی، سعد صفار، سعد گنجۀ ،

سعد گیلانی ، سعد لحافی ، سعید شروانی ، سلیمان شاه ایوهٔ، سماوی،
سنائی غزنوی ، سوزنی ، سوکی ، سید اجل ، سید بو علی ، سید
بخاری ، سید حافظ ، سید حسن غزنوی ، سید شیرانی ، سید علی ،
سید قزوینی ، سیف تفلیسی ، سیفی ، شرف اعرج ، شرف جرباذقانی ،
شرف ساوی ، شرف شفروه ، شرف صالح بیلقانی ، شرف محمد ، شرف
مراغی ، شرف‌الدین مرتضی‌ل ، شروان شاه ، شمس اسد گنجهٔ ، شمس
اقطع بیلقانی ، شمس الیاس گنجهٔ ، صاحب سعید شمس‌الدین ، شمس
اهری، شمس تبریزی، شمس طبسی ، شمس عمر گنجهٔ شمس هروی ،
سلطان شهاب ، شهاب اسفراینی ، شهاب خواری ، شهاب سرخسی ،
شهاب سهروردی مقتول ، شهاب کاغذی ، شهاب گنجهٔ ، شهاب
مؤید ، شهر یار زوزنی ، شهر یاری ، صانعی ، صاین مراغی ،
صدر خجندی ، صدر الشریعهٔ ، صدر خوارزمی ، صدر زنگانی ،
صدر کرمانی ، صدر لر بختیاری ، صفی بیلقانی ، صفی جرباذقانی ،
صفی شروانی ، طغان شاه ، طغرل ، ظهیر خونجی ، ظهیر شفروه ،
ظهیر طوسی ، ظهیر فاریابی ، ظهیر مراغهٔ ، عایشهٔ سمرقندی ،
شیخ عبداه، عبدالرحمن، عبدالعزیز گنجهٔ ، عبدالله....، عبدالواسع جبلی،
عثمان مراغهٔ ، عزّ ابوالبقا، عزّ الدین....، عزّ اصفهانی ، عزّ شروانی ،
عزیز شروانی، عزّ علوی ، عزیز شفروه ، عزیزالدین طغرائی ، عزیز
کحال ، عضدی ، عطار ، علاءالدین خواری ، علاءالدین غوری ،
علاءالدین کبود جامه، علی بن حسن باخرزی ، علی شیر خراسانی ،
عماد (بونصر)، عماد شرف، عماد دبیر ، عماد شروانی ، عماد غزنوی ،
عماد فارسی ، عنصری ، عیاضی ، عیانی گنجهٔ ، فتوحی ، فخرالدین
ابوبکر ابهری ، فخر خالد هروی ، فخر رازی ، فخر عبدالحمید ،

فخر قتلغ، فخر گنجہ، فخرالدین مبارک شاہ غوری، فخر مراغہ، فخر مستوفی، فخر نقاش، فخر گرگانی، فرخی سیستانی، فرید دبیر، فقیہ یوسف، فلکی شروانی، قاضی، قاضی تفلیسی، قاضی جمال‌الدین، قاضی ظہیر، قراجہ، قطب اہری، قطب عتیقی تبریزی، قوامی گنجہ، کافی ظفر ہمدانی، کریم طوسی، کریم نیشاپوری، کمال ابن العزیز، کمال اسماعیل اصفہانی، کمال ابو عمر ابہری، کمال تفلیسی، کمال خجندی، کمال زیاد اصفہانی، کمال کامیار، کمال کنہ‌انی، کمال مراغہ، کیکاوس قابوس وشمگیر، لطیف تفلیسی، لولوی سمرقندی، مجدالدین اباپکر، مجد بغدادی، مجد تائبدی، مجدالدین جاندار، مجد طائی، مجد گیلانی، مجیر بیلقانی، محفوظ جربادقانی، محمد طبیب اردبیلی، سید محمود، مختصر گنجہ، مرزبان، مسعود سعد سلمان، مشرف، مظفر تبریزی، معزی، معین طنطرانی، مقرب باکوئی، مہذب‌الدین دبیر شروانی، مہذب گرجی، مہذب نیشاپوری، مہتسی گنجوی، موفق سراج، موفق عبدالجلیل، ناصر (؟)، قاضی نجم، نجم‌الدین حمد بن سیمگر، نجم طوفی، نجم گنجہ، نجوب بارمدہ (؟)، نجیب ترمذی، نصیر گنجہ، نظام البخاری، نظامی گنجہ، نفیس شروانی، نور بمد والی (؟)، یحیی تبریزی، یمین اصفہانی۔

شعرأ کی اس فہرست میں اضافے کا امکان ہے اس لیے کہ بعض جگہ باوجود ناموں میں خفیف فرق کے وہ ایک شاعر قرار دیا گیا ہے، یہ بھی امکان ہے کہ ایک شاعر نام میں خفیف فرق کی وجہ سے دو جگہ مذکور ہو۔ انھی وجوہ سے نفیسی اور دانش پژوہ کی فہرست میں شعرأ کی تعداد ۳۰۹ سے زاید ہوگئی ہے، اس فہرست پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مرتب سفینہ نے

مغربی ایران کے کافی شعراء کا کلام اس میں محفوظ کر دیا ہے، ڈاکٹر محمد امین ریاحی مصحح سفینہ۔۱ نے اس کی تفصیل اس طرح پیش کی ہے۔

گنجہ (۲۴) شروان (۱۸) تفلیس (۵) بیلقان (۵) باکو (۱) دربند (۱) مراغہ (۷) تبریز (۵) ابہر (۳) زنجان (۲) خوی (۲) اہر (۲) اردبیل (۱) اشنو (۱) سلماس (۱) خونج (۱) خلاط (۱) موصل (۱) گیلان (۲)

قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ سفینہ سامانی دور کے شعراء کے کلام سے خالی ہے۔ اس میں رودکی، کسائی، شہید، دقیقی کی کوئی رباعی منقول نہیں، فردوسی بھی اس سفینے میں شامل نہیں، البتہ یہ سفینہ فرخی سیستانی کی ایک رباعی، عنصری بلخی کی دو، ابن سینا کی دو اور ابو سعید ابوالخیر کی ایک رباعی سے مزین ہے۔ یہ بات اہمیت سے خالی نہیں کہ باوجود اس کے کہ یہ سفینہ ۶۳۸ھ سے کچھ پہلے کا ہے، لیکن سعدی کے ذکر سے یکسر خالی ہے، سعدی کی وفات ۶۹۲ھ میں ہوئی، انھوں نے لمبی عمر پائی تھی، اس سفینے کی ترتیب تک ان کا خاص کلام منصہ شہود پر آچکا تھا اور ان کی شہرت بھی عالمگیر ہو رہی تھی، ان کے کلام کے عدم شمول کی وجہ یہ ہوئی ہوگی کہ مرتب مغرب ایران کی طرف زیادہ متوجہ تھا، جنوب ایران کے شعراً اس سفینے میں کم ہیں۔

مرتب سفینہ کی بابت کچھ معلومات حاصل نہیں ہوسکی ہیں، صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ شعری ذوق رکھتا تھا؛ شعر کہتا تھا

۱۔ مقدمہ نزہۃ المجالس ص ۴۰؛ ڈاکٹر ریاحی نے اپنے بیش قیمت محققانہ مقدمے میں "اران" کی فارسی کی خصوصیات پر جو عالمانہ بحث کی ہے وہ ستایش سے مستغنی ہے (ص ۱۵-۳۱)

اور شعر شناس بھی تھا ، اس کا قصیدہ جو شروان شاہ کی مدح میں ہے، نقل ہو چکا ہے ۔ اس نے اس سفینے میں خود اپنی ۱۷۹ رباعیاں شامل کی ہیں، اور اپنا نام مختلف طور پر لکھا ہے: خلیل، جمال، خلیل ، خلیل شروانی ، جمال شروانی -۱ ، جمال‌الدین خلیل ، جمال خلیل شروانی، جمال‌الدین خلیل شروانی ۔

اگرچہ خود خلیل کے شعر اوسط درجے کے ہیں، لیکن انتخاب اشعار میں اس کا شعری ذوق اس کا رہنما رہا ہے، اور اصناف سخن میں "رباعی" کا انتخاب بھی دل‌چسپی سے خالی نہیں، اس لیے کہ صنف رباعی بعض لحاظ سے تمام اصناف میں امتیازی درجہ رکھتی ہے ۔ ڈاکٹر ریاحی نے اس سلسلے میں مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں ۔ ۲

اس سفینے کی اہمیت حسب ذیل امور پر ہے :

۱- رباعیات کا اتنا ضخیم مجموعہ اور کہیں نہیں پایا جاتا ۔
۲- فارسی کے قدیمترین مجموعوں میں اس کا شمار ہوتا ہے ، قرن ہفتم کے اواسط کے چند ہی مجموعے دستیاب ہیں ۔
۳- اس کی کتابت ۷۳۱ھ میں ہوئی، کتابت کی قدامت کے لحاظ سے یہ سفینہ قابل توجہ ہے ۔
۴- اس میں متعدد ایسے شاعروں کا کلام ہے جن کا کہیں پتا نشان نہیں ۔ ان شاعروں میں ابوالعلا شاپور ، ابوالقاسم اختیاری، اسعد قزوینی، اسماعیل فارسی، اطلسی، افضل اسفراینی، بدر محرمی ، بدیع بیلقانی ، بہاء شروانی ، بہاءلاغری، پسرسلم،

۱- اس کو جمال حاجی شروانی سے الگ سمجھنا چاہیے ، دیکھیے ایضاً ص ۶۶
۲- ایضاً ص ۳۱

پسر قاضی قزوینی، تاج خلاطی، تاج الدین خواری، تاج زنگانی، تاج کاشی، جمال الملک، جمال بخاری، جمال خوئی، جمال سرخسی، جمال خلیل شروانی (مؤلف کتاب)، جمال عصفوری، جمال محوی، جہان گشتہ، شیخ حسین سقا، حسین ہزار مرد، حمید تبریزی، حمید شروانی، خلیل خراسانی، دختر حکیم گاو، دختر ستی، رشید بیلقانی، ساوی، سراج اسد آبادی، سعد صفار، سعد گیلانی، سوکی، سید اجل، سید بوعلی، سید بخاری، سید حافظ، سید علی، شرف ساوی، شمس اہری، شمس عمر گنجہ ای، شہاب اسفراینی، شہاب خواری، شہاب سرخسی، صانعی، صدر خوارزمی، صدر زنگانی، صدر کرمانی، ظہیر طوسی، شیخ عبداہ، عبدالرحمن، عزیز شفروہ، عزیز کحال، علی شہر خراسانی۔

۵- بعض قدیم لیکن کم مشہور شاعروں کا خاصا کلام اس سفینے میں نقل ہے: اسعد گنجہ ای ۱۰۶ رباعی، عزیز شروانی ۸۳ رباعی سید شرف مرتضی ۴۷، شمس سجاسی ۶۷، عمر گنجہ ای ۴۳، بدر تفلیسی ۳۷، یمین اصفہانی ۳۶، شمس ہروی ۲۷، شرف صالح ۲۵، برہان گنجہ ای ۲۰، ابوالحسن طلحہ ۲۱، صدر زنگانی ۱۵، سعد لحافی ۱۴، عایشہ سمر قندی ۱۳۔

۶- بعض مشہور شاعروں کی کافی تعداد میں رباعیاں ہیں جن میں سے کچھ دیوان میں موجود نہیں۔ کمال اسماعیل ۲۸۳، جمال اشہری ۱۱۵، صدر خجندی ۹۰، سید حسن غزنوی ۸۹، جمال اصفہانی ۶۶، مہستی گنجوی ۶۱، فخر الدین مبارک شاہ ۵۴، مجیر بیلقانی ۴۱، انوری ۲۳، سنائی ۲۴، (انوری کی ۱۵، مجیر کی ۱۲، ظہیر کی ۸ رباعیوں میں سے بعض دیوان میں موجود نہیں)

۷- گنجۂ شروان کے علاوہ، بیلقان، اران وغیرہ مقامات جو مرتب کے وطن کے اطراف میں ہیں؛ وہاں کے متعداد شعرأ کے کلام کو درج کر کے ان کو زندہ جاوید کر دیا ہے، حالانکہ شعری اعتبار سے وہ اس درجے کے مستحق نہ تھے۔

۸- خیام کی ۳۶ رباعیاں اس میں درج ہیں، اور یہ خیام کے کلام کا سب سے قدیم ماخذ ہے، ان سے دو اہم نتیجے اخذ کیے جاسکتے ہیں، اول: خیام کے شاعر ہونے اور رباعیات کہنے میں کسی قسم کا شبہہ باقی نہیں رہ جاتا، دوم بعض رباعیاں جو محققین نے عمر خیام کے نام سے نقل کی ہیں، ان کی تکذیب اس مجموعے سے ہو جاتی ہے، مثلاً استاد فروغی نے ذیل کی رباعی: قرآن کہ بہین کلام خوانند اورا، خیام کے نام سے درج کی ہے، مگر نزہۃ المجالس میں یہ رباعی سراج قمری کی بتائی گئی ہے اور یہ انتساب صحیح ہے، ڈاکٹر رجائی نے مزید روضۃ الناظر عزیز کاشی میں جو اوائل قرن ہشتم کا مجموعہ ہے، خیام کی ۴ رباعیوں کا پتا دیا ہے جن کی اصالت ہرقسم کے شبہے سے پاک ہے۔ غرض خیام کی رباعیوں کی اصالت کی شناخت میں یہ کتاب نہایت مؤثر ہے۔

۹- بعض عارفوں، صوفیوں اور ایسے دانشمندوں کا کلام اس مجموعے میں موجود ہے جو شاعر کے اعتبار سے کم جانے جاتے ہیں، مثلاً ابن سینا، فخر رازی، ابوسعید ابوالخیر، سہروردی، احمدغزالی مجدالدین بغدادی، عنصرالمعالی صاحب قابوسنامہ وغیرہ۔

۱۰- شاہوں، وزیروں وغیرہ کے کلام اس میں مل جاتے ہیں، جیسے طغرل، سلجوقی، شروانشاہ، اتسز خوارزمشاہ، شمس‌الدین صاحب دیوان، ملک زوزن، سلیمان شاہ فریبرز ابوہ، امیر کا میار وغیرہ۔

۱۱- مہستی کے کلام کا قدیمترین نمونہ ہے، اس میں ۶۱ رباعیاں اس کے نام سے ہیں، ان کے علاوہ نمط ۳۹ باب ۱۱ کے ذیل کی رباعیاں جو بدون ذکر نام درج ہیں بیشتر مہستی کی ہیں۔ فرتیز مایر کی کتاب "مہستی زیبا" (چاپ جرمنی ۱۹۶۳ء) کی اساس انہی اصول رباعیوں پر ہے، طاہری شہاب نے دیوان مہستی (تہران ۱۳۳۶) میں ان رباعیوں کو شامل کیا ہے۔

۱۲- حافظ شیرازی کی طرف منسوب رباعیات کی تحقیق میں مجموعہ نزہۃ المجالس اہم ترین مأخذ کا کام کرتا ہے، دیوان حافظ کے مطبوعہ نسخوں میں دیوان طبع قزوینی معتبر ترین نسخہ سمجھا جاتا رہا ہے، اس لیے کہ اس کی بنیاد ۸۲۷ھ کے نسخے پر ہے جو اس وقت تک سب سے قدیم مکشوف مخطوطہ تھا، اس کی ۸ رباعیاں اس مجموعے میں شامل ہیں۔ حسب ذیل چار رباعیاں اس مجموعے کے علاوہ دیوان کمال میں بھی موجود ہیں:

امشب زغمت میان خون خواہم خفت حافظ ص ۳۷۷،
کمال ص ۸۲۷

خوبان جہان صید توان کرد بزر	۳۸۰	۹۱۰
آن جام طرب شکار بر دستم نہ	۳۸۳	۹۱۰
لب بازمگیر یک زبان از لب جام	۳۸۲	۹۰۹

حسب ذیل رباعی: گفتی کہ ترا شوم مدار اندیشہ، جو دیوان حافظ (ص ۳۸۴) میں موجود ہے، وہ نزہۃ المجالس اور بعض دوسرے تذکروں میں عایشہ سمرقندی کے نام سے درج ہے۔

یہ رباعی: "هر روز دلم بہ زیر باری دگر ست" (دیوان حافظ ۳۷۷) اس مجموعے میں فتوحی کے نام سے ہے۔

حسب ذیل دو رباعیاں جو دیوان حافظ (ص ۳۷۸، ۳۷۹) میں پائی جاتی ہیں، اس مجموعے میں بغیر نام شاعر نقل ہیں:

● ‌ نی قصہ' آن شمع چگل بتوان گفت
● ‌ این گل ز بر ہمنفسی می آید

آٹھ مندرجہ' بالا رباعیوں میں سے ۴ دیوان حافظ (چاپ نائینی و نذیراحمد) میں پائی جاتی ہیں جو ۸۲۴ ہجری کے نسخے پر مبنی اور قزوینی کے اساسی نسخے سے تین سال اقدم ہے۔ یہ چار رباعیاں یہ ہیں ۱، ۲، ۵، ۷ (ص ۵۵۰، ۵۵۳، ۵۰۰، ۵۵۸)

ان آٹھ میں سے پانچ ۱، ۲، ۵، ۶، ۷ نسخہ' آصفیہ میں جو قزوینی کے نسخہ' اساس سے ۹ سال قبل کا ہے (کتابت ۸۱۸ھ) موجود ہیں۔ اسی طرح، عیوضی و بہروز ایڈیشن میں جو ۸۱۳، ۸۲۲، ۸۲۵ کے تین نسخوں پر مبنی ہے، حسب ذیل ۴ رباعیاں موجود ہیں: ۱، ۲، ۵، ۷ یہی رباعیاں نسخہ' گورکھپور مکتوبہ ۸۲۴ھ میں بھی آئی ہیں، اس تفصیل سے واضح ہے کہ دیوان حافظ کے چھے قدیم ترین نسخوں میں (جو ۸۱۳، ۸۱۸، ۸۲۲، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۷ھ کے مکتوبے ہیں، (۴ سے ۸ تک) مزید رباعیاں شامل ہیں جو نزھۃ المجالس میں موجود ہیں۔

مختصر یہ کہ اس امر میں کہ یہ متذکرالصدر ۸ رباعیاں حافظ کی نہیں ہیں کسی شبہے کی گنجائش نہیں۔ جبکہ حافظ کے قدیمترین نسخوں میں الحاق موجود ہو تو جدید نسخوں کے بارے میں کیا کہا جائے، نزھۃ المجالس قرن ھفتم کے عشرۂ پنجم میں تالیف ہوئی اور حافظ کی ولادت تقریباً ۷۲۷ھ میں ہوئی۔ اس طرح نزھۃ المجالس کی ترتیب حافظ کی ولادت سے تقریباً ۸۰ سال قبل منصہ' شہود پر آ چکی ہوگی۔ علاوہ بریں نزھۃ المجالس کا نسخہ' موجود ۷۳۱ھ کا مکتوبہ ہے، اس وقت حافظ کی

عمر تقریباً ۴ سال ہوگی، دوسری طرف پہلی چار رباعیاں نہ صرف نزہۃ المجالس میں بلکہ کمال اسماعیل کے معتبر نسخوں میں شامل ہیں۔ آقای بحرالعلومی نے دیوان کمال کی تصحیح میں متعدد قدیم نسخوں سے استفادہ کیا ہے، ان میں سے پانچ ایسے ہیں جو حافظ کی پیدائش سے پہلے کے ہیں، ایک نسخہ ۶۸۸ھ اور آخری ۷۱۶ھ کا جو حافظ کی پیدایش سے چند سال پہلے اختتام پذیر ہوا۔ اس تفصیل سے واضح ہے کہ یہ چار رباعیاں یقیناً حافظ کے دیوان میں الحاقی ہیں۔ بقیہ چار رباعیوں کے بھی دیوان حافظ میں الحاقی ہونے میں کسی قسم کا شبہہ اس وجہ سے باقی نہیں رہ جاتا ہے کہ وہ نزہۃ المجالس میں شامل ہیں جو حافظ کی پیدائش سے قبل مرتب ہو چکا تھا، پس وہ کلام جو حافظ کی پیدائش سے پہلے کے مجموعے میں شامل ہو حافظ کا نہیں ہو سکتا، خواہ وہ دیوان حافظ کے قدیم سے قدیم نسخے یا نسخوں میں شامل ہو، اور اِسی نزہۃ المجالس کی تصریح کے بموجب ایک رباعی: ”گفتی کہ ترا شوم مدار اندیشہ“ عایشہ سمرقندی کی، اور رباعی: ”ہر روز دلم بہ زیر باری دگر است“ فتوحی کی ہے۔

اس ضمن میں ایک اہم قابل ذکر امر یہ ہے کہ حافظ کے کلام میں الحاق کا مسئلہ اتنا دقیق اور نازک ہے کہ قدیم ترین مخطوطات سے ابھی یہ مسئلہ حل ہوتا نظر نہیں آتا، ابھی تک تمام محققین کا اس پر اتفاق تھا کہ دیوان حافظ کے وہ مخطوطے جو نویں صدی کے نصف اول تک کے نوشتہ ہیں، ان میں غلطیاں ہو سکتی ہیں، اور ہیں بھی، لیکن وہ بڑی حد تک الحاق سے پاک ہیں، لیکن ان قدیم نسخوں کے بعض منظومات کا حافظ کی پیدائش کے قبل کے نسخے میں شمول اس نظریے کے ابطال کے لیے

کافی ہے کہ حافظ کے قدیم ترین نسخے بلکہ کسی شاعر کے قدیم ترین نسخے الحاق سے پاک ہوتے ہیں اور ہیں۔ نزھۃ المجالس کی مزید ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا نسخہ ۷۳۱ھ کا مکتوبہ ہے اور اس تاریخ میں حافظ کی عمر تقریباً ۴ سال کی ہوگی۔ اس بنا پر نزھۃ المجالس میں حافظ کے اشعار کا شمول ناممکن ہے۔ البتہ دیوان حافظ میں اس بیاض کے مندرجات بلا شبہہ الحاقی ہیں۔

دیوان حافظ کے قدیم نسخوں میں رباعیوں کی تعداد کم ہے، البتہ مرحوم دکتر مسعود فرزاد نے اپنی پوری زندگی صرف کرکے جامع نسخ حافظ کے نام سے جو دیوان مرتب کیا ہے اس میں رباعیوں کی تعداد ۲۳۲ ہو گئی ہے، ان میں سے ۲۷ نزھۃ المجالس میں موجود ہیں، اور اس بنا پر وہ حافظ کی نہیں ہوسکتیں۔

نزھۃ المجالس کی رو سے فارسی شعر میں الحاق کے مسئلے پر جتنی روشنی پڑتی ہے اتنی شاید کسی اور کتاب سے نہیں۔ دیوان کبیر مولوی کو لیجیے۔ یہ دیوان پروفیسر فروزانفر کی توجہ سے چھپا، اس میں کم از کم ۴۷ رباعیاں ایسی ہیں جو نزھۃ المجالس میں منقول ہیں، اور اسی بنا پر ان کے دیوان کبیر مولوی میں الحاق ہونے میں زیادہ شبہہ نہیں باقی رہ جاتا ہے۔ مولانا کی وفات ۶۷۲ھ میں ہوئی اور نزھۃ المجالس ۶۴۵ھ کے قریب ترتیب پاتی ہے، گویا وفات سے تقریباً ۲۷ سال پہلے اور یہ رباعیاں اکثر دوسرے شاعروں کے نام سے ہیں،

یہ مجموعہ ایک دوسرے اعتبار سے بھی تحقیق متن میں بڑا مؤثر ہے، مثلاً حسب ذیل رباعی:

تا چند ز جان مستمند اندیشی
تا کی زجہان پرگزند اندیشی
آنچہ از تو توان ستد همین کالبد است
یک مزبلہ گو مباش چند اندیشی

رباعی بالا (زیر شمارہ ۹۲) اس مجموعے میں سید اشرف غزنوی کے نام سے نقل ہے، اور دیوان اشرف چاپ مدرس رضوی ص ۳۴۰ پر موجود ہے، لیکن دیکھیے کہ یہ کن کن شعرا کے دیوان میں دکھائی پڑتی ہے: انوری (دیوان چاپ مدرس ۱۰۲۶)، سنائی (چاپ دیوان مدرس ۱۰۶۲، چاپ مصفا ۶۱۸) مولوی (دیوان کبیر شمارہ ۱۸۲۸)، بابا افضل کاشانی (رباعیات گرد آوری نفیسی ۱۷۸)، ابو سعید ابوالخیر (سخنان منظوم ابوسعید ص ۸۷)، حکمت عبدالقادر اہری (بے نام شاعر)۔

حسب ذیل رباعی کا بھی قصہ اسی طرح ہے، یہ رباعی شمس سجاسی کے نام سے نزہۃ المجالس میں زیر شمارہ ۳۶۷ درج ہے:

برخیز کہ عاشقاں بہ شب راز کنند
گرد در و بام دوست پرواز کنند
ہر در کہ بود جملہ بہ شب در بندند
الا در عاشق کہ بہ شب باز کنند

یہ رباعی اسی کتاب میں زیر شمارہ ۲۶۵۶ دوسرے شاعر ناصر کے نام سے منقول ہے، اس کے علاوہ مصنفات بابا افضل ۲: ۷۴۵) اور رباعیات بابا افضل (چاپ نفیسی ص ۱۲۴) میں افضل کاشانی کی ہے۔ روزبہان نامہ ص ۷۴ میں روزبہان کی، اور نفیسی نے نظم گزیدہ اور تذکرۂ حسینی کے حوالے سے اس کو رباعیات ابوسعید میں شامل کیا ہے۔

غرض نزہۃ المجالس قدیم شعرا کے دیوان کی تحقیق میں نہایت مفید ماخذ ہے۔ اگر کوئی صرف ڈاکٹر ریاحی کے مرتبہ نسخے کے محققانہ مقدمے اور متن کے صفحات کے حاشیے میں مختلف منابع کے اندراج پر نظر ڈالے تو معلوم ہوگا کہ قدیم فارسی متن ابھی آخری منزل سے بہت دور ہے۔